مولانا محمد ایوب جان

علامہ بنوریؒ: جامع شخصیت

موت العالم موت العالم ’ایک مشہور مقولہ ہے جو عالم ربانی بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا ہے وہ خلا پر نہ ہوسکا‘ اس دور میں حضرت علامہ بنوری قدس سرہ کی شخصیت گوناگوں صفات کی وجہ سے علماء کے لئے مرجع تھی، مگر افسوس ہے کہ زندگی کے ایام جلد پورے کر کے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ کی ولادت رشکئی اسٹیشن کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں مہابت آباد ضلع مردان میں ہوئی‘ تاریخ ولادت ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ہے‘ ابتدائی کتابیں مولانا عبداللہ صاحب سے گاؤں ارباب لنڈی پشاور میں پڑھیں‘ اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے‘ فراغت کے بعد مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی پشاور میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے‘ کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ڈابھیل سے تدریس کی دعوت آئی اور پھر آپ ڈابھیل تشریف لے گئے‘ کچھ عرصہ مجلس علمی کے شعبہ تصنیف وتالیف سے منسلک رہے‘ ڈابھیل سے تشریف لانے کے بعد کچھ عرصہ ٹنڈو الہ یار میں علم کی ضیاء پاشی کرتے رہے اور آخر کار بعض مصالح کی وجہ سے کراچی میں مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی جو ممتاز خصوصیات کی بناء پر عالم اسلام کے طلباء کے لئے فیض کا سرچشمہ ہے اور حضرت علامہ مرحوم کی طرف سے صدقہ جاریہ ہے‘ حضرت علامہ مرحوم کے جملہ علمی اور عملی کمالات کا احاطہ تو اس مضمون میں بہت مشکل ہے، سردست بعض خصوصیات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں:

بحیثیت مصنف

حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ جامع الصفات شخصیت تھی‘ اللہ تعالیٰ نے ان کو گوناگوں صفات سے

مہارت حاصل تھی۔

سلسلۂ بیعت

اسلام میں ایمان کے بعد عمل صالح کی اہمیت واضح ہے، عملِ صالح اور رضائے الٰہی اگر سنت کے مطابق طبیعت ثانیہ بن جائے تو اس کو حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق احسان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مشہور سلاسل چار ہیں۔ حضرت بنوری نوراللہ مرقدہ کا سلسلۂ بیعت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے، مدینہ منورہ میں حضرت حاجی صاحب کے خلیفۂ مجاز حاجی شفیع الدین صاحب نگینوی رہتے تھے، حضرت علامہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان سے بیعت کی، واپسی پر حضرت حاجی شفیع الدین صاحب نگینوی رحمۃ اللہ علیہ نے یا حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے از خود اپنا رجحان شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی طرف ظاہر فرمایا، چنانچہ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ نے آپ کا تعلق سلوک وتربیت شیخ الاسلام حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ سے قائم فرمایا، لیکن جب علامہ بنوری ہندوستان واپس آئے تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہلے تھانہ بھون حاضر ہوئے، حضرت تھانویؒ آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے، کچھ عرصہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے خط وکتابت بھی رہی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا بنوری کو مجازِ صحبت بھی قرار دیا۔

میرا معمول تھا کہ فراغت کے بعد ہر سال شعبان میں دیوبند جایا کرتا تھا اور ختم بخاری شریف کے بعد واپس پشاور آتا، حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ مصر سے آچکے تھے کہ میں نے شعبان میں دیوبند جانے کا ارادہ کیا تو ایک خط حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لئے مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھ کر دیا اور مجھ سے فرمائش کی کہ میں یہ عریضہ شیخ الاسلام حضرت مدنی کی خدمت میں پیش کروں اور اس کا جواب جو حضرت عنایت فرمائیں، ساتھ لاؤں۔

چنانچہ میں دیوبند پہنچا اور حضرت علامہ بنوری کا خط شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ان کی بیعت تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، میں انہیں کیسے بیعت کرسکتا ہوں، لیکن میں نے تفصیل سے وضاحت کی کہ حضرت مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد تربیت وسلوک کا تعلق آپ کے سپرد فرمایا ہے اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ نے بھی اپنا رجحان آپ کی طرف ظاہر فرمایا ہے، اصل حقیقت کی وضاحت اور خود علامہ بنوری کے رجحان کے اظہار کے بعد فرمایا کہ: جب فرصت ہو تو جواب کے لئے یاد کرادیں۔ حضرت ان دنوں دن رات بخاری شریف

کے درس میں مشغول رہا کرتے تھے۔

چنانچہ ۲۹ شعبان ۱۳۵۹ھ کورات کے ڈھائی بجے بخاری شریف ختم ہوئی اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت سلہٹ جانے کے لئے رختِ سفر باندھا' میں ان کے ساتھ سہارنپور گیا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط کا یاد دلایا' تو آپ نے پلیٹ فارم پر جواب تحریر فرما کر میرے حوالے کردیا اور میں نے علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو واپس آکر پہنچادیا' یہ خط پہلے بھی ''بینات'' میں شائع ہو چکا ہے۔ مگر ہم تبرک کے طور پر دوبارہ ناظرین کے لئے درج کرتے ہیں:

نقل مکتوب حضرت شیخ الاسلام
مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ علامہ بنوری قدس سرہ کے نام

محترم المقام زید مجدکم'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''دووالا نامے باعثِ سرفرازی ہوئے۔ میرا عرض کرنا صرف اس وجہ سے تھا کہ مثل مشہور ہے ''خاک هم از تودهٔ بزرگ بگیر'' اور یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ حضرت تھانوی مدظلہم کا عظیم الشان مرتبہ تصوف اور علوم میں معلوم ہے' ان کی موجودگی میں ہم جیسے ٹٹ پونجیوں کی طرف رجوع کرنا سخت غیر موزوں امر ہے' آپ جب کہ مولانا کی بارگاہ میں رسوخ رکھتے ہیں تو کیوں نہ وہاں سے ہی اعتراف فرمائیں۔ مولانا محمد شفیع الدین صاحب (مرحوم) کے پاس سے آئے ہوئے جناب کو عرصہ گزر گیا اور غالباً اس کے بعد دو تین دفعہ زیارت کی بھی نوبت آئی ہے' مگر کبھی تذکرہ تک نہ آیا تھا' بہر حال اگر جناب کو مجھ نالائق اور ننگِ اسلاف سے حسنِ ظن ہے' اگرچہ وہ غیر واقعی ہی ہے' میں اپنی استطاعت اور لنگڑی قابلیت کے ساتھ خدمت کے لئے حاضر ہوں' حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کو حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ العزیز سے بہت زیادہ مناسبت تھی اور سلوک میں انہی کے طریقہ کو زیادہ پسند فرماتے تھے' اگرچہ مبتدی کے لئے چشتیہ کے اذکار واعمال کو زیادہ تر مفید فرماتے تھے' مگر انتہاء میں حضرت سید صاحب ہی کا طریقہ ان کو پسندیدہ تھا' بہر حال عمدہ صورت تو یہ ہوتی کہ آنجناب سے بالمشافہ گفتگو ہوتی' مگر اب اس وقت اس کا موقع نہیں ہے' آپ روزانہ ذکر قلبی اسم ذات کا پانچ ہزار کرلیا کریں۔ یعنی قلب کی طرف جو بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے توجہ فرما کر یہ خیال باندھیں کہ قلب سے لفظ اللہ نکلتا ہے اور حسبِ قاعدہ: ''من احب شیئًا اکثر ذکرہ'' قلب نہایت بے چینی سے اور محبت سے اس محبوب حقیقی کا نام لیتا ہے۔ یہ ذکر باوضو قبلہ رو ہونا چاہئے' یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ مقدار ایک ہی مجلس میں ہو' جس طرح آسانی ہو' خواہ ایک مجلس میں یا متعدد مجالس میں کریں' اگر آخر شب میں ہو تو بہت بہتر ہے' مگر لازم نہیں ہے' جس وقت

بھی آسانی سے ہو سکے‘ البتہ اس وقت معدہ پر نہ ہونا چاہئے اور یہ مقدار روزانہ پوری ہونی چاہئے اور اس سے زائد جس قدر بھی آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے میں، باوضو بے وضو کر سکیں، اس میں کمی نہ کیجئے‘ اس قدر توغل کیجئے کہ طبیعت ثانیہ ہو جائے، باوضو ہمیشہ رہنا اس کے لئے مفید تر ہے‘ آئندہ بوقت ملاقات عرض کروں گا‘ اگر خواب وغیرہ کوئی چیز معلوم ہو تو لوگوں سے تذکرہ نہ کریں‘ عواتِ صالحہ سے اس روسیاہ کو فراموش نہ فرمائیں“۔

والسلام۔
ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
۳۰ شعبان ۱۳۵۹ھ

تاریخ ہائے وصال

آخر میں چند تاریخ ہائے وصال درج ہیں:

امام الوقت مولانا محمد یوسف بنوری رحم اللہ
۱۳ ۹۷

زبدۂ عباد بنوری عطر اللہ عز وجل مثواہ
۱۳ ۹۷

زبدۂ مقربان مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ
۱۳ ۹۷

پاک ادا مولانا محمد یوسف بنوری رحلت نمود
۱۳ ۹۷

......☆......☆......☆......

”آج ہمیں دوٹوک فیصلہ کر لینا چاہئے۔ اگر ہمیں ایک باحمیت، باغیرت، باضمیر اور بامقصد قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے، ملک کو داخلی سازشوں سے اور استعماری یورشوں سے بچانا ہے تو ہمیں نئے عزم، نئے یقین، پورے اخلاص اور امانت داری سے اسلام قبول کرنا اور اسے زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کرنے کا نئے سرے سے عہد کرنا ہوگا۔ ورنہ اگر ہماری بدعملی، نفاق ورزی اور سیاست بازی کا رنگ ڈھنگ یہی رہا تو ہمیں اس سے بھی زیادہ خطرات پیش آسکتے ہیں۔“

(بصائر وعبر، ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ)